مجسمہ سازی اسلام کی نظر میں

محمد مسعود عالم القاسمی

فنونِ لطیفہ میں مجسمہ سازی کو جو مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، آج کے دور میں اچھے قسم کے معیاری اور شاہکار مجسموں کی اتنی قدر و قیمت ہے کہ وہ بجائے خود ترقی تہذیب کی علامت بن گئی ہے، مغربی تہذیب کے عجائب خانے اور نمائش گاہیں نیم برہنہ عریاں اور اخلاق و انسانیت کے معیار سے پست تر مجسموں سے مزین نہ ہوں تو ایک مہذب (Civilized) نگاہ انھیں مکمل نہیں کہہ سکتی، اس لیے ان مجسموں کی جن کو انسانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے ان حقیقی انسانوں سے کہیں زیادہ حفاظت کی جاتی ہے جن کو صناعِ فطرت نے وجود بخشا ہے، ایک بڑا المیہ ہے جو مغربی تہذیب میں فنونِ لطیفہ کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم مجسمہ اور فنِ مجسمہ سازی کے محرکات اور ارتقاء کا جائزہ لیتے ہیں۔

عہدِ رفتہ میں بزرگوں، پرکھوں، مذہبی پیشواؤں، اور قومی لیڈروں کے مرجانے کے بعد قوم کے اندر ان کی تعظیم و تکریم کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ ان کی یادگار منانے، حفاظت کرنے اور یاد منانے پر آمادہ کرتا تھا۔ اس بھولے بھالے جذبہ کے ساتھ جو اپنی ابتداء میں انتہائی سادہ اور مطلق ہوتا تھا کچھ تصورات و خیالات اور کچھ رسوم و آداب کی حاشیہ آرائی ہوئی پھر یہی باقاعدہ طور پر ایک نظامِ عبادت کی شکل اختیار کر گیا، انھیں بہکے ہوئے جذبات تعبد نے اکابروں کی تصویریں بنوائیں مجسمے ترشوائے، بالآخر یہی مجسمے خدا بن بیٹھے۔ ایران میں ہیرو پرستی، ہندوستان اور یونان میں اوثان پرستی، چین اور جاپان میں مظاہر پرستی کی ساری شکلیں انھیں مجسموں سے وجود میں آئی تھیں، قرآن کریم میں جن قوموں کی بت پرستی

جمت قائم کی گئی ہے۔ ان کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوثان قوم کے صالح یا سربرآوردہ لوگ تھے جن کی تصویر بنا کر ان کی قوموں نے پوجنا شروع کر دیا۔ اور جب ان کو توحید فطرت کی طرف بلایا گیا تو یہ اوثان اُن کے لیے زنجیر پا ثابت ہوئے

یونان جو مجسمہ سازی کا ابتدا میں سب سے بڑا مرکز تھا اور جہاں اس فن کو عروج و عظمت اور تقدس نصیب ہوا اس کی تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کے باشندے اپنے اوہام و عقائد اور دیومالائی تخیلات کی تسکین کے لیے مجسمے تراشتے تھے اور پھر اُن کے مناسب حال قصے، کہانیاں گڑھ کر ان کی جانب منسوب کر دیتے تھے۔ کوہ اولمپس (جو ایسے دیوتاؤں کا مظہر تجلیات تھا) کے متعلق تاریخ کی کتابوں میں جتنے واقعات ملتے ہیں وہ ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یونان کے جتنے مشہور مجسمے پائے گئے ہیں ان میں جنسیت اور عریانیت زیادہ نمایاں ہے چونکہ یہ مجسمے عام طور پر مذہبی دیوی دیوتاؤں کے ہوتے تھے اس لیے ہم بخوبی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ یہ مجسمے مذہب اور تہذیب دونوں کی عریانیت کا مظہر ہوتے تھے۔ چنانچہ وینس (ایک مشہور دیوی جو حسن و عشق کے لیے ضرب المثل ہے) کی مجسمہ سازی میں بے شمار مصوروں نے اپنی فنکارانہ صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے اسی لیے اس کے بکثرت مجسمے ملتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمیشہ اس کو برہنہ ہی بنایا جاتا رہا ہے[1]

مغرب نے جب یونان کے کھنڈرات پر اپنے تہذیب و تمدن کی عمارت اٹھائی، تو فن مجسمہ سازی اس کے لیے ایک لاثانی ورثہ تھا۔ جس کو انھوں نے جوں کا توں اختیار کر لیا بلاشبہ مغرب نے اس کو بحیثیت ایک فن کے ترقی دے کر بہت آگے پہونچایا، مگر حسن و فن جو مزاج ہوتا ہے وہ ہزاروں تغیرات کے باوجود کسی نہ کسی درجہ میں اور کسی نہ کسی صورت میں ضرور موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ یونانی مجسمہ سے مذہبی تصورات اور عریانیت کا جو رنگ و تضاد

[1] بحوالہ تمدن عرب۔ ترجمہ محمد علی بلگرامی

مغرب میں ترقی یافتہ شکل میں آج بھی موجود ہے۔

مغرب میں مجسمہ سازی کو جو ترقی حاصل ہوئی اس کے دو ادوار متعین کیے جا سکتے ہیں (۱) پہلا دور نشاۃ ثانیہ (Renaissance) سے پہلے کا، اور دوسرا نشاۃ ثانیہ کے بعد کا، نشاۃ ثانیہ سے پہلے مجسمہ سازی کا جو منظر اور پس منظر تھا وہ اپنی روایات سے قطعی انسلاک کا تعلق رکھتا تھا، ابھی جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے، مگر نشاۃ ثانیہ کے بعد مغرب میں ایک نیا تصور ابھرا جس کو (Humanism) کا نام دیا گیا۔ اس نظریہ کی رو سے "انسان" تمام جاندار و بے جان اشیاء کے مابین مرکز و محور کی حیثیت رکھتا تھا، اور دوسری تمام چیزیں اس کے ارد گرد گردش کرتی نظر آتی تھیں۔ اس سے وہ انسان نہ سمجھیے جو اپنا ایک روحانی و اخلاقی وجود رکھتا ہے اور جس کو خالق کونین نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور زمین کی خلافت اس کے سپرد کی ہے، بلکہ اس سے مراد دوسرے جانوروں کی طرح صرف اور صرف گوشت و پوست اور جسم و ڈھانچہ کا چلتا پھرتا عقلمند عیّار اور چالاک جانور ہے، یونانی مجسمہ سازی کے مزاج کی پہلی علامت "مخلوق پرستی" کی یہ ترقی یافتہ شکل (جو ہیومنزم" سے معروف ہے) ہی دراصل مجسمہ سازی خط و خال متعین کرنے کا موجب بنی۔ چنانچہ نشاۃ ثانیہ کے بعد کے مجسمہ ساز انسانی جسم کو بحیثیت ایک آرٹ کے دیکھنے کے عادی ہو گئے۔ ان کو انسانی جسم کا ایک ایک عضو مجسمہ سازی کے لیے بہترین موڈل نظر آیا، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے مجسموں میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ انسان کو بحیثیت ایک جسم شکل و صورت اور تناسب اعضاء کے دیکھنا چاہیے نہ کہ روحانی اور ایک ناقابل فہم ہستی کا پر تو ہونے کی حیثیت سے۔ انسان پرستی (Humanism) کے اس عزیت نے ان کی جابکدستی سے جتنے مجسمے ترشوائے وہ سب برہنہ مگر جاذب نظر تھے، یہاں آپ یونانی مجسمہ سازی کے مزاج کی دوسری علامت عریانیت کا ثبوت تلاش کر سکتے ہیں، نشاۃ ثانیہ کی مجسمہ سازی

میں سب سے بڑی شہرت اٹلی کو حاصل ہوئی۔ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے دو ایک مجسمہ سازاور ان کے کارناموں کا تذکرہ کشت زعفران کی سیر کا لطف پیدا کردے گا۔ اٹلی کے مشہور ترین مجسمہ ساز Antonio Rizzo نے حضرت حوا علیہا السلام کا مجسمہ بنایا۔ اس نے اس مجسمہ میں براہ راست نسوانی حسن کی ظاہری کشش کو نمایاں کرنے کی کوشش کی تاہم اٹلی کی مجسمہ سازی کو سب سے بڑی کامیابی سولہ صدی عیسوی میں مائکل انجلو (Michael angelo) کے کام سے حاصل ہوئی اگرچہ اس مشہور سنگ تراش کا کام قبیرالی گلکاریوں کے اندر سیحی تصورات کی نمائندگی سے متعلق تھا، تاہم وہاں بھی یہ دکھاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کو تھر (مجسمہ کے فریم) میں سمونے کی کوشش کررہا ہے

اس کی مثال اس کے دو مختلف طرز کے Pieta کے مجسمے ہیں۔ پہلا مجسمہ میں وہ ایک سوئے ہوئے قیدی کا برہنہ نقشہ اتارنے میں شاندار کامیابی حاصل کرتا ہے جس میں نہ صرف ہاتھ، پاؤں ناک اور کان بلکہ دوسرے نازک اور پوشیدہ مقامات کی بھی بڑی باریکی سے عکاسی کی گئی ہے، یہی مجسمہ ہر دور کی مجسمہ سازی کے لیے معیار اور آئیڈیل ہے اور یہی David کا مجسمہ ہے۔[لہ]

عریانیت کا مظاہرہ کرنے اور سفلی جذبات کو ہوا دینے والے فنون جس تہذیب میں معیار ترقی قرار پائیں آپ اس کی "عظمت اور ترقی" کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں، مجسمہ سازی کے اس جنونی شوق کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی تہذیب نے انسانی وجود شرافت، انسانی اخلاق وکردار اور انسانی اقدار و روایات کے آبگینے پاش پاش کردیے اور تہذیب ثقافت کے رخ زیبا کو مسخ کر دیا۔ علامہ مارماڈیوک پکتھال جو بجائے خود مغرب کے محرم راز تھے

لہ ملاحظہ ہو، Occidental civilization P. 34 By A. S. Ahmy.

ایک جگہ مغربی ادب کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ میں سے بعض حضرات کو یقیناً وہ بحث یاد ہوگی جو آج سے چند سال پیشتر انگلستان کے اخباروں میں چل نکلی تھی، کہ اگر کوئی نہایت حسین مشہور اور نایاب یونانی مجسمہ کسی کمرہ میں ایک زندہ بچہ کے ساتھ موجود ہو اور اس کمرہ میں آگ لگ جائے مگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو بچایا جاسکتا ہو تو کس کو بچانا چاہیے؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بہت سے مشہور اور قابل حضرات نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ مجسمہ کو بچا لینا چاہیے اور بچہ کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ دلیل یہ تھی کہ بچے تو لاکھوں کی تعداد میں آئے دن پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر قدیم یونانی آرٹ کا ایسا نمونہ دوبارہ نہیں حاصل کیا جاسکتا۔ یہ بت پرستی کی ترقی یافتہ اور تازہ ترین صورت ہے[1]

جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مجسمہ سازی سے دیو مالائی عقائد و اوہام اور اوثان پرستی زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ختم ہو چکے ہیں اور اب یہ فن برائے فن ہے وہ لوگ انتہائی سادہ لوح ہیں، ممکن ہے عقائد و اوہام اور اوثان پرستی جیسے الفاظ آج کے روشن خیالوں کے لیے وجہ پریشانی ہوں۔ مگر یہ شواہد بتاتے ہیں کہ عہد حاضر کس طرح اصنام پرستی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

اسلام میں مجسمہ سازی کا حکم مجسمہ اور مجسمہ سازی کے سلسلہ میں اسلام کے احکام صاف اور واضح ہیں، ان میں ذرا بھی لاگ ولپیٹ نہیں، اسلام قطعی طور پر مجسمہ سازی کو حرام کہتا ہے، اور مجسمہ کو توڑنے کا حکم دیتا ہے، وہ کسی ایسے فن کو ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں برداشت کر سکتا جو بت پرستی، عریانیت، اور انسانیت دشمنی سے مرکب ہو، اسی لیے وہ اپنے پیروؤں کو بت فروش نہیں بت شکن بناتا ہے، اور یہ کوئی آخری شریعت ہی کا حکم نہیں

[1] The cultural Side of Islam. P.3,4.
By M. M. Pickthal.

بلکہ اس سے پہلے توریت و انجیل میں بھی مجسمہ سازی کو حرام قرار دیا جا چکا ہے بنی اسرائیل کو جو ہدایات دی گئی تھیں، ان میں صراحتًا موجود ہے۔

تا نہ ہو تم بگڑ کر کسی شکل یا صورت کی کھودی ہوئی مورت اپنے لیے بنالو جس کی شبیہ کسی مرد، عورت یا زمین کے کسی حیوان، یا ہوا میں اُڑنے والے کسی پرندے یا زمین میں رینگنے والے جاندار یا مچھلی سے جو زمین کے نیچے پانی میں رہتی ہیں ملتی ہو (۲) لعنت اس آدمی پر جو کاریگری کی صنعت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بناکر جو خدا کے نزدیک مکروہ ہے اس کو کسی پوشیدہ جگہ میں نصب کرے (۳)

تم اپنے لیے بت نہ بنانا اور نہ تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لیے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو۔ (۴)

تقریبًا یہی احکامات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو عطا فرمایا۔

(۱) ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم (بخاری ومسلم)	جو لوگ اس قسم کی تصویریں بناتے ہیں انکو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنی تخلیق میں جان ڈالو
(۲) ان الملئکۃ لا تدخل بیتاً فیہ تماثیل (بخاری ومسلم)	جس گھر میں مجسمے ہوں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔
(۳) عن علی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فقال ایکم ینطلق الی المدینۃ فلا یدع بھا وثنا الا کسرہ ولا قبراً الا سواہ	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تھے آپ نے فرمایا تم سے کون مدینہ جانے کو تیار ہے کہ وہ سارے بتوں کو توڑ ڈالے اور ساری

لہ عہد نامہ عتیق، استثناء، باب چہارم، آیات ۱۸-۱۶ ۲ استثناء باب ۲۷- آیت ۱۵-

۳ احبار باب ۲۶، آیت ۱-

ولا صورة الا طمستها فقال رجل
انا یا رسول الله فانطلق فهاب اهل
المدینة فرجع فقال علی انا انطلق یا
رسول الله قال فانطلق ثم رجع فقال
یا رسول الله لم ادع بها وثنا الا کسرته
ولا قبرا الا سویته ولا صورة
الا لطختها ثم قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من عاد لصنعة شیء
من هذا فقد کفر بما انزل علی محمد
(مسلم کتاب الجنائز)

قبروں کو برابر کر دے اور ساری تصویروں کو
مسخ کر دے، ایک صاحب نے کہا کہ میں اللہ
کے رسولؐ۔ چنانچہ وہ گئے مگر مدینہ والے
خوف زدہ ہو گئے تو وہ واپس آ گئے۔ تب
حضرت علیؓ نے کہا میں جاؤں گا اللہ کے رسولؐ!
آپ نے ان کو اجازت دی چنانچہ وہ گئے
اور واپس آ کر اطلاع دی کہ میں نے سارے
بتوں کو توڑ ڈالا، ساری قبریں برابر کر دیں
ساری تصویریں مسخ کر دیں، اس کے بعد
آپ نے فرمایا اب اگر دوبارہ کوئی ان چیزوں
کو بنائے گا تو وہ اس کا منکر ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا۔

یہ اور ان جیسے اور احکامات ہیں جو مجسموں کی حرمت میں شدت پیدا کر دیتے ہیں۔

بظاہر اسلام کے یہ احکام بہت سخت ہیں لیکن یہ سختی ایک ایسی تہذیب کے لیے انتہائی ناگزیر ہے جو اساس توحید پر قائم ہو، اور انسانی اقدار کی محافظ و امین ہو۔ جب کہ یہ فن اوثان پرستی کا ایک ذریعہ ہے، اور اسلام کا اصول یہ ہے کہ وہ منکر پر براہ راست پابندی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذرائع کو بھی مسدود کر دیتا ہے، شریعت کی اصطلاح میں اس "سد باب ذریعہ" کہا جاتا ہے[1]

مجسمہ سازی کی تحریم کی حکمت پر کلام کرتے ہوئے قطر کے مشہور عالم ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں۔ "بت پرستی کے شبہ سے عقیدۂ توحید کو محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں اسلام انتہائی حساس واقع ہوا ہے اور اس کا احتیاط اور احساس برحق ہے، کیوں کہ دوسری قوموں نے

---

[1] ملاحظہ ہو سد باب ذریعہ، علامہ ابن قیم جوزی۔

اپنے اسلاف اور بزرگوں کی تصویریں بطور یادگار بنائیں، پھر ایک مدت بیت جانے پر ان کو مقدس قرار دیا گیا۔ تا آنکہ خدا کو چھوڑ کر ان کو ہی معبود بنا لیا گیا، ان سے ڈرا جانے لگا، امیدیں وابستہ کی جانے لگیں، اور حصول برکت کی دعا مانگی جانے لگی۔ چنانچہ، وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر کے لوگوں کا معاملہ ایسا ہی تھا، ایک ایسا دین جو ذرائع فساد کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تعجب نہیں کہ ہر اس روزن کو بند کر دے جس کے ذریعہ عقل و دل میں شرک جلی یا شرک خفی رس رس کر آجاتی ہو، یا بت پرستی یا "غلو فی الدین" کرنے والوں کی مشابہت ہوتی ہو، یہ سختی اس لیے برحق ہے کہ اس کی شریعت کسی مخصوص عہد کے لوگوں کے لیے نہیں بلکہ ہر عہد کے لوگوں کے لیے ہے، خواہ وہ کسی بھی خطۂ ارضی میں بستے ہیں[1]

دفع شبہات اکثر و بیشتر حضرات جب قرآن حکیم کی سورۂ "سبا" کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس آیت پر رک جاتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ جنات سلیمان علیہ السلام کے لیے بڑی بڑی دیگیں اور مجسمے بنایا کرتے تھے۔ یعملون لہٗ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیٰت (سبا۔ ۱۳) وہ اس کے لیے بنائے تھے جو کچھ وہ چاہتا اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں، اور ان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب مجسمہ سازی حرام ہے تو پھر سلیمان علیہ السلام کے لیے جو خود بھی نبی تھے کیوں کر جنات مجسمے بناتے تھے؟ مفسرین نے اس آیت کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ زمخشری نے بڑی عجیب وغریب بات لکھی ہے، انھوں نے لکھا ہے کہ انبیاء، فرشتے اور صالحین کی تصویریں مسجدوں میں تانبا، سیسہ اور سنگ مرمر سے بنائی جاتی تھیں تاکہ انھیں لوگ دیکھیں اور انھیں کی طرح عبادت کریں، اور اس شریعت میں تصویر رکھنا جائز تھا[2] مگر یہ اس بنا پر درست نہیں معلوم ہوتی کہ سلیمان علیہ السلام شریعت موسوی کے پیرو تھے اور ابھی ہم عہد نامۂ عتیق کے

---

[1] الحلال والحرام فی الاسلام صفحہ ۹۸ یوسف القرضاوی

[2] الکشاف عن حقائق التنزیل آیت تماثیل۔

حوالہ سے لکھ آئے ہیں کہ وہاں بھی یہ مطلق حرام ہے، علامہ آلوسی نے ایک توجیہ بحث کے آخر میں نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں :

کانت التماثیل صور شجر اور حیوانات محذ وفۃ الرءوس مما جوز فی شریعتنا[1] وہ درخت اور ایسے حیوانات کی تصویریں تھیں جن کے سر کٹے ہوئے تھے اور جو ہماری شریعت میں بھی جائز ہے۔

یہی رائے درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے، دوسری وہ تمام روایات جن میں واقعاتی نکتے اور غرائب بیان کیے گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک محض خرافات ہیں کیوں کر تاریخی طور پر ان کا ثبوت محل نظر ہے۔

ایک اور شبہ کا ازالہ | ایک اور بڑا شبہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ہوتا ہے جو انھوں نے ایوان کسریٰ میں مجسم تصویروں کے معاملہ میں کیا تھا، یعنی یہ کہ آپ نے ایوان کسریٰ میں نماز پڑھی اور وہاں جتنی مجسم تصویریں تھیں سب کو برقرار رہنے دیا اور ان سے تعرض نہ کیا، یہ واقعہ تاریخ کی مستند کتابوں میں موجود ہے، ابن اثیر نے لکھا ہے :

واتخذ سعد ایوان کسریٰ مصلی ولم یغیر ما فیہ من التماثیل[2] حضرت سعدؓ نے ایوان کسریٰ کو مسجد بنالیا اور اس کی تصویروں سے کوئی تعرض نہ کیا۔

یہی واقعہ طبری میں، محمد، مہلب، طلحہ، عمرو، ابو عمرو اور سعید کے حوالہ سے اس طرح آیا ہے۔

انتھی الی ایوان کسریٰ ..... وصلی فیہ صلوٰۃ الفتح ولا تصلی جماعۃ فصلی ثمانیۃ رکعات لا یفصل بینھن واتخذہ مسجدا وفیہ تماثیل الجص رجال وخیل ولم یمتنع ولا المسلمون لذالک وترکوھا علی حالھا[3]۔

سعد ایوان کسریٰ پہنچے اور اس میں نماز فتح پڑھی مگر جماعت نہ کی، آٹھ رکعات بغیر فصل کے

---

[1] روح المعانی جلد ۲۳ ص ۱۱۹ ۔ [2] الکامل فی التاریخ جلد ۲ ص ۵۱۴

[3] تاریخ الطبری جلد ۳ ص ۱۶

ادا کی، اور اس کو مسجد بنایا حالانکہ اس میں انسان اور گھوڑے کی مجسم تصویریں تھیں، اور ان کو
نہ انھوں نے تعرض کیا اور نہ مسلمانوں نے علیٰ حالہٖ قائم رہنے دیا۔

یہی واقعہ مولانا شبلی نعمانیؒ جیسے دالغور بزرگوں کے لیے وجہ اشتباہ بنا ہے[1]
مگر اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ایوان کسریٰ میں دخول کے وقت ان
مجسموں سے تعرض نہ کیا گیا، نہ یہ مستقلاً وہ مجسمے علیٰ حالہٖ باقی رہے اور مسلمانوں نے اس
ایوان کو اسی حالت میں مسجد بنائے رکھا۔

ایک مسلمان جب فاتحانہ کسی وہائٹ ہاؤس میں داخل ہوتا ہے تو اس کو۔۔۔
غیر شرعی تصاویر سے دلچسپی بعد میں ہوتی ہے اور اپنی فاتحانہ عظمت کا احساس پہلے ہوتا
ہے، قرین قیاس ہے یہ بات کہ حضرت سعد نے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا پھر وہاں کے تمدنی
اسراف پر نظر تنقید ڈالی۔ یہ مثال محمود غزنوی کے واقعہ سے قطعی مختلف ہے، وہاں
فاتح کسی ایوان حکومت میں نہیں، بت پرستی کے سب سے بڑے معبد (سومناتھ کے
مندر) میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں ایک مسلمان کی پہلی نگاہ اٹھے گی تو ان بتوں کی جانب
جن کا توڑنا ہی سنت ابراہیمی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو الفاروق اول ص[illegible] مولانا شبلی نعمانی۔

منارِ صدا

زبردست سیرت نبوی پر روشنی ڈالنے والی کتاب مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن ۔۔
صاحب عثمانیؒ، دنیا کے مشہور اور مستند عالم کی اہم اور آخری یادگار۔ اس عظیم
یادگار کو حاصل کرنے اور پانے کے لیے اپنا آرڈر فوراً بھیجیں۔ ۸۰۰ صفحات پر مشتمل۔
مرتبہ ڈاکٹر عنوان چشتی ۔ قیمت خوبصورت مجلد رنگین عمدہ والی -/۳۵ روپے